ملفوظات فوائد الفواد اور نقوش سیرت

The element of Seerah in Malfuzat Fawa’id al-Fu’ad

ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ
سابق مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract

This article explores the rich tradition of Malfuzat of Sufi saints in the Subcontinent، with a primary focus on Fawa’id al-Fu’ad، the celebrated collection of the discourses of Hazrat Khwaja Nizamuddin Auliya (RA). While several compilations of the Khwaja’s teachings exist—such as Amir Khusrau’s Afzal al-Fawa’id and Rahat al-Muhibbin—none have achieved the historical prominence or spiritual authority of Fawa’id al-Fu’ad، compiled by the poet Khwaja Hasan Ala Sijzi (Hasan Dehlvi).

The study highlights the meticulous compilation process that spanned fifteen years (707 AH to 722 AH), covering 188 spiritual assemblies. A key factor in the book’s unparalleled authenticity and popularity is that it was personally reviewed and approved by Khwaja Nizamuddin Auliya himself. The article examines the diverse themes present in the text، including the reformation of the self (Tazkiyah), the effective use of parables for moral guidance، and the deep-rooted influence of the Prophetic life (Seerah). It specifically discusses how the text draws lessons from significant Islamic events such as the Bay'at al-Ridwan and the Mi'raj، as well as the Prophet's (PBUH) examples of compassion toward children and the importance of meaningful naming. Through this analysis، the article underscores Fawa’id al-Fu’ad not just as a historical document، but as a timeless manual for spiritual and ethical development.

اہل علم اور تصوُّف سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے یہ امر مخفی نہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں کئی عقیدت مندوں، مریدوں اور خلفاء نے بڑی عقیدت و تحقیق اور محنت سے اپنے اپنے مشائخ کے مجلسی ملفوظات و ارشادات جمع کیے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے ممدوح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۳ھ) کے ملفوظات کے (۳،۴) تین چار تالیفی مجموعے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے "افضل الفواد" (۷۱۳ تا ۷۱۵ھ) اور "راحت المحبین" (زمانہ تالیف ۷۱۹ تا ۷۲۱ھ) کے عنوان سے ملفوظات کے دو مجموعے مرتب کیے۔ اسی طرح سید مبارک علوی کرمانی نے "سید الاولیاء" کے نامہ سے ایک مجموعہ جمع کیا۔ مگر ان تمام ملفوظات یا "ملفوظات ادب" میں جو شہرت، مقبولیت

اور عوام و خواص کے نزدیک پذیرائی ان کے ملفوظات "فوائد الفواد" مرتبہ خواجہ حسن علاء سجزی (م ۷۳۶ھ) معروف بہ خواجہ حسن دہلوی کے حصہ میں آئی ہے، وہ کسی دوسرے مجموعے کے حصے میں نہیں آسکی۔ اس کی زبان فارسی ہے اور پانچ جلدوں / حصوں میں ۳ شعبان ۷۰۷ھ تا ۱۹ شعبان ۷۲۲ھ تقریباً پندرہ سال تک ایک سو اٹھاسی (۱۸۸) مجالس میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ کی گفتگو، ملفوظات اور ارشادات پر مشتمل ہے۔ اس فارسی مجموعہ کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔

"فوائد الفواد" کی مقبولیت کے اسباب

"فوائد الفواد" کی اس شہرت اور مقبولیت عامہ کے ظاہری اسباب میں سے ایک سبب یہ دکھائی دیتا ہے کہ ملفوظات کے اس مجموعہ پر صاحبِ ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نظر ثانی فرمائی اور اسے پسند فرمایا۔ اجمال کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ فاضل مرتب حضرت امیر حسن علامہ سجزی دہلوی، حضرت خواجہ کی نورانی، روحانی، تعلیمی و تربیتی اور فیض رساں مجلس میں پہلی بار ۳ شعبان المعظم ۷۰۷ھ کو حاضر ہوئے۔ اس مجلس کی اصلاحی اور علم و معرفت سے معمور گفتگو اور حضرت کی زبان گوہر بار سے جھڑتے علمی و روحانی موتیوں سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے طور پر یہ عزم کر لیا کہ ان موتیوں کو جمع کر لیا جانا چاہیے۔ تاکہ وہ خود اور غیر موجود لوگوں سمیت بعد میں آنے والے لوگ بھی ان سے مستفید ہوں سکیں۔ چنانچہ کوئی چودہ ماہ میں انہیں اٹھائیس مرتبہ حضرت خواجہ کی پُر کیف اور تزکیہ و تہذیبِ نفس کی حامل مجلس میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ وہ ہر مجلس کی گفتگو اور حضرت شیخ کے فرمودات و ملفوظات کو قلم بند کرتے رہے۔ اٹھائیسویں بار ۸ شوال ۷۰۸ھ کو حاضر خدمت ہوئے، مناسب بلکہ ضروری سمجھا کہ یہ بات حضرت کے علم میں لائی جانی چاہیے۔ چنانچہ آں جناب کو اپنے مذکورہ منصوبہ سے آگاہ کیا اور عرض کیا۔

"اب تک میں نے اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ مگر اب آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ آپ کا جو حکم۔۔۔۔۔بندہ آنچہ از لفظ مبارک شفیدہ است کردہ است و تا ایں زماں اظہار فکردہ است منتظر فرمان است تچہ فرمان صعادر گردایں ہے۔"[1] (۱)

[1] ۔ فوائد الفواد (بالصحیح و مقدمہ و حواشی و فہارس محمد لطیف ملک) لاہور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء مجلس بست و ہشتم میں ۴۹ فوائد الفواد (اردو ترجمہ از پروفیسر علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ۸۰۷۳ کے طبع ہفتہ ۱۴۴۶ / ۲۰۲۰

Fawa'id al-Fu'ad (with preface, notes, and indexes by Muhammad Latif Malik), Lahore 1386 AH/1966 AD, Majlis 28, p. 49; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation by Professor, Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore), 8073, 7th edition 1446/2020.

حضرت شیخ نے اس مفید عمل بلکہ صدقہ جاریہ کی نہ صرف تصویب فرمائی بلکہ یہ بتا کر تائید فرمائی کہ انہوں نے خود اپنے شیخ ، شیخ الاسلام باوا فرید الدین (گنج شکر) قدس اللہ عرب العزیز کے ملفوظات / ارشادات کو جمع کیا تھا۔ بعد ازاں ان ملفوظات کی قلم بندی کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرنے کے بعد بندہ، امیر حسن علاء سجزی سے فرمایا کہ وہ کاغذ (مسودہ) جس پر تم نے لکھا ہے، لائے ہو؟ بندہ نے عرض کیا، جی لایا ہوں۔ فرمایا، دکھاو۔ بندہ نے کاغذ کی لکھی ہوئی چھ شیٹیں ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضرت نے ان کا مطالعہ فرمایا اور انہیں پسند فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا، تم نے خوب لکھا ہے۔ جس جگہ بھی پہنچتے فرماتے: تم نے خوب لکھا ہے۔ ایک دو مقامات پر میں نے خالی جگہ چھوڑی تھی، وہاں کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔ پوچھا، یہ جگہ کیوں خالی چھوڑی ہے؟ بندہ نے عرض کی، یہ حکمات اچھی طرح سمجھ نہیں آئے تھے۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی اور وہ باقی ماندہ حکمات بیان فرما دیے، یہاں تک کہ وہ مکمل ہو گئے۔ یہ تھی اس روز میرے حال پر آپ کی شفقت، مرحمت اور شکستہ پروری۔ الحمدللہ رب العالمین

"ایں بود شفقت و مرحمت و شکستہ پروری آن روز۔ الحمدللہ رب العالمین۔"[2]

صاحب ملفوظات کی طرف سے زیر نظر مجموعہ (فوائد الفواد) کے مندرجات پر اطمینان اور پسندیدگی کا اندازہ فاضل مرتب کے درج ذیل بیان سے بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ موصوف جلد چہارم کی پہلی مجلس (مورخہ ۲۴ محرم ۷۱۴ھ) میں لکھتے ہیں:

پائبوس بدست آمد آں روز بندہ جلدِ اول کہ ہم ازیں فوائد الفواد جمع کردہ شدہ است محکم فرمان پیش بُرد، چوں مطالعہ فرمود شرف استحسان ارزانی داشت و فرمود کہ نیکو نبشتہ ای و درویشانہ نبشتہ ای و نام مم نیکو کردہ ای[3]۔ (قدم بوسی کی سعادت میسر ہوئی۔ اس روز بندہ نے "فوائد الفواد" کی پہلی جلد جو مرتب ہو چکی تھی، حسبِ حکم آپ کے سامنے پیش کی۔ جب آپ نے

[2] ۔ فوائد الفواد (فارسی نسخہ) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ (مجلس بست و ہشتم) ص ۵۱
Fawa'id al-Fu'ad (Persian edition), published in Lahore 1386 AH/1966 AD (Majlis 28), p. 51.

[3] ۔ فوائد الفواد (فارسی۔ جلد چہارم مجلس اول) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء ص ۱۹۸، فوائد الفواد (اردو ترجمہ علماء اکیڈمی محکمہ او قاف پنجاب، لاہور ص ۲۰۴
Fawa'id al-Fu'ad (Persian, Vol. 4, Majlis 1), published in Lahore 1386 AH/1966 AD, p. 198; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation, Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore), p. 204.

اس کا مطالعہ فرمایا تو اسے بہت پسند کیا اور فرمایا تم نے بہت اچھا اور درویشانہ انداز میں لکھا ہے۔
اور نام (فوائد الفواد) بھی اچھا رکھا ہے۔)

فاضل مرتب کی طرف سے صاحبِ ملفوظات کی درج بالا پسندیدگی کے بیان میں یہ جملہ کہ اس روز بندہ نے "فوائد الفواد" کی پہلی جلد جو مرتب ہو چکی تھی، حسب حکم آپ کے سامنے پیش کی۔۔۔ محل نظر ہے۔ کیونکہ پہلی جلد میں کل چونتیس مجالس ہیں اور فاضل مرتب نے پہلی جلد کی اٹھائیسویں مجلس میں خود ذکر کیا ہے کہ اس سے قبل جتنا مسودہ تیار ہو چکا تھا وہ انہوں نے حضرت خواجہ کو پہلی مرتبہ دکھایا جسے انہوں نے پسند فرمایا اور خالی جگہ کو پُر بھی فرما دیا۔

چنانچہ راقم کے خیال میں چوتھی جلد کی پہلی مجلس کی مذکورہ گفتگو سے یہی مراد ہو گا کہ اس گفتگو سے پہلے جتنا مواد (تین جلدوں کی ۸۹ مجالس کے ملفوظات) جمع ہو چکا تھا۔ اس سارے کو دیکھ کر حضرت نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہو گا۔ (واللہ اعلم) ازاں بعد جلد چہارم کی سڑسٹھ مجالس اور جلد پنجم کی تیس مجالس میں کہیں صراحت نہیں کہ ان مجالس کے مندرجاتِ ملفوظات کو بھی حضرت خواجہ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے عمومی مزاج، تربیتی طرز عمل، حد درجہ احتیاط، فکر مندی اور فاضل مرتب کے ذوق اور شیخ کی خوشنودی کی جستجو کے پیش نظر قیاس یہی ہے کہ مرتب موصوف نے ملفوظات کا سارا مسودہ / مجموعہ بھی حضرت کو دکھایا ہو گا۔ اس میں کمی بیشی دور اور تصحیح کرائی ہو گی۔ (واللہ اعلم)

حد درجہ درد مندی

"فوائد الفواد" کی قبولیت اور عمومی پذیرائی کا دوسرا بڑا سبب راقم کے نزدیک، ملفوظات کی صرف اپنے متوسلین، معتقدین، مریدین اور زائرین ہی نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ اور انسانیت کے ایمان، ہدایت اور اصلاح کی کمال درد مندی اور فکر تھی۔ اس حوالے سے اگر یہ کہا جائے کہ باری تعالیٰ نے اس معاملے (لوگوں کے ایمان لانے اور راہ راست پر آ جانے کے غم) میں درجہ ذیل قرآنی آیات:

"فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا۔"[4] (سو شاید آپ ان کے پیچھے (ان کفار کے ایمان نہ لانے کے بعد اور ان کے ایمان کی حرص کے باعث غم میں اپنی جان دے دیں گے اگر یہ لوگ (کفار مکہ) اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لاتے)

"لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ"[5](شاید کہ آپ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ مشرکین مکہ) ایمان نہیں لاتے) کے اندر اپنے آخری رسول اور محسن انسانیت حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جو باطنی کیفیت بیان کی ہے، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو محبت واتباع رسول میں اس کا ایک نمونہ کہا جائے تو بے جا اور مبالغہ آرائی نہ ہو گی۔

چنانچہ ان کے ملفوظات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مرکز اور ہندومت کے گڑھ دہلی میں ہندوؤں کی صنم پرستی، کفروشرک، آباؤاجداد کی جاہلانہ رسومات پر اڑے رہنا، عقل سے کام نہ لینا اور مسلمانوں میں پائی جانے والی عقیدہ و عمل کی عمومی خرابیوں: عبادات میں کوتاہی، سنت نبوی اور اسوہ رسول اپنانے سے لاپروائی، اسلامی اخلاقیات سے بالعموم دوری اور کھاشرکے میں حب مال، حب جاہ، بغض، کینہ اور حسد جیسی باطنی خرابیوں پر دلی افسوس، دکھ اور رنج و غم حضرت خواجہ صاحب کو اندر ہی اندر پگھلائے جا رہا تھا۔ حتی کہ بعض اوقات ان کا یہ دلی و باطنی غم، دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر آنسوؤں کی شکل میں ان کی آنکھوں کے اندر دکھائی دینے لگتا۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں دو مثالیں / دلیلیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی مثال: فاضل مرتب خواجہ امیر حسن علاء سجزی جلد سوم کی پہلی مجلس (مورخہ ۲۷ ذوالقعدہ ۷۱۲ھ بروز سوموار) کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "سعادت قدم بوسی نصیب ہوئی۔ امت کے طبقوں کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: میرے بعد میری امت کے پانچ طبقے ہوں گے اور ان میں ہر طبقے

[4] ۔سورۃ الکہف ۱۸/۶/. Surah al-Kahf 18/6.

[5] ۔سورۃ الشعراء ۳۶/۳/. Surah al-Shu'ara 36/3.

کی مدت چالیس سال ہو گی۔ پہلا طبقہ علم و مشاہدہ والا ہو گا۔ دوسرا طبقہ بر و تقویٰ والا ہو گا۔ تیسرا تواصل و تراحم کا، چوتھا تقاطع و تدابر کا / اور پانچواں ہرج و مرج کا"[6]

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے ان پانچ طبقات کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ پانچویں طبقہ "ہرج مرج" کی تفصیل یا تعارف میں انہوں نے فرمایا۔"ہرج مرج" یہ ہے کہ لوگ دوسرے کے گوشت و پوست پر پل پڑیں گے اور ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہوں گے۔ ان پانچ طبقات کی کل مدت دو سو سال ہوئی۔ فاضل مرتب کے بقول اس موقعہ پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس دو سو سال کی مدت کے بعد اگر کسی کے کتے کا بچہ پیدا ہوا تو وہ بہتر ہے فرزند آدم سے۔(اگر کسی سگ بچے بزاید بہ نہ فرزند آدم)

فاضل مرتب اس موقعہ پر اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب حضرت خواجہ (اللہ ان کا ذکر بھلائی سے کرے) بیاں کرتے ہوئے ان الفاظ پر پہنچے تو آب دیدہ ہو گئے (چوں برین حرف رسید چشم بر آب کرد) اور فرمایا یہ معاملہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے دو سو سال بعد کا ہے۔ اب اس وقت کے بارے میں کوئی کیا کہے (ایں حکم بعد از نقل رسول علیہ السلام بہ دویست سال تمام شدہ است، ایں ساعت خود مردم چہ گوید!"[7]

دوسری مثال: اسی طرح فاضل مرتب نے جلد چہارم کی چالیسویں مجلس (مورخہ ۴ رمضان المبارک ۷۱۷ھ بروز جمعرات) کے احوال اور گفتگو میں لکھا ہے۔

"اسی اثنا میں ایک غلام جو آپ کے مریدین میں سے تھا، آیا۔ وہ اپنے ساتھ ایک ہندو کو بھی لایا اور کہا یہ میرا بھائی ہے۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تو حضرت خواجہ نے اس غلام سے پوچھا، کیا تمہارے

[6] ۔ فوائد الفواد (فارسی نسخہ) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء، ص ۱۵۵-۱۵۶، فوائد الفواد (اردو ترجمہ علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور ص ۱۷۰
Fawa'id al-Fu'ad (Persian edition), published in Lahore 1386 AH/1966 AD, pp. 155-156; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation, Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore), p. 170.

[7] ۔ ایضاً، ص ۱۵۶-۱۵۷/. ibid., pp. 156-157.

اس بھائی کا اسلام کی طرف بالکل میلان نہیں؟ اس نے عرض کیا۔ میں اسے حضرت مخدوم کی خدمت میں اسی لیے لایا ہوں کہ وہ آپ کی نظر کی برکت سے مسلمان ہو جائے۔ حضرت خواجہ سن کر آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا: ان لوگوں کا دل کسی کے قول سے متاثر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر انہیں صحبتِ صالح مل جائے تو امید ہو سکتی ہے کہ اس صحبت کی برکت سے یہ مسلمان ہو جائیں۔"[8]

(اما اگر صحبت صالح بیآید، پر امید باشد کہ بہ برکتِ صحبت او مسلمان شود)۔ المختصر "فوائد الفواد" کی تمام مجالس میں حضرت خواجہ صاحب نے موقعہ محل کی مناسبت سے جو بھی گفتگو فرمائی ہے اس میں حد درجہ انسانی ہمدردی، خیر خواہی / غم خواری کا جذبہ کار فرما ہے۔ اس لیے وہ "ہر کہ از دل خیزد، بر دل ریزد" کے مصداق قاری کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے:

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ‌ ‌ ‌ پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

حضرت خواجہ کی گفتگو کی تاثیر اور نگاہ عالم کا نقشہ مولانا فقیر محمد جہلمی ۱۳۳۴ھ نے یوں کھینچا ہے:

"فیض باطنی کا یہ حال تھا کہ جو شخص صرف اعتقاد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا نظر کیمیا کی تاثیر سے ولی کامل ہو جاتا۔"[9]

فوائد الفواد کے موضوعات

صاحب ملفوظات المشائخ اور سلطان الاولیاء، خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جہاں تصوف، سلوک و معرفت، باطنی اسرار و رموز طریقت کی راہوں کے شناسا اور ولایت و قرب و محبت الٰہی کی بلند منازل پر فائز تھے، وہاں اپنے

[8] فوائد الفواد (الفواد (فارسی نسخہ) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء ص۔ ۳۰۵۔۳۰۶، فوائد الفواد (اردو ترجمہ مطبوعہ محکمہ اوقاف پنجاب ص ۲۸۵
Fawa'id al-Fu'ad (Persian edition), published in Lahore 1386 AH/1966 AD, pp. 305-306; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation, published by Auqaf Department Punjab), p. 285.

[9] ۔ حدائق الحنفیہ (ہشتم آٹھویں صدی کے فقہاء و علماء کے بیان میں، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، اردو بازار لاہور، طبع ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۶ء ص ۲۰۵
Hada'iq al-Hanafiyya (In the description of the 8th century jurists and scholars, Maktaba Hassan Suhail Ltd, Urdu Bazaar Lahore), edition 1321 AH / 1906 AD, p. 205.

زمانے کے بہت بڑے فاضل اور عالم دین بھی تھے۔ حتیٰ کہ مولانا فقیر محمد جہلمی (م ۱۳۳۴ھ) نے انہیں آٹھویں صدی کے حنفی فقہاء میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف حضرت خواجہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

"آپ جیسے اسرار طریقت و حقیقت میں اولیاء کامل و مکمل تھے، ویسے علوم فقہ، حدیث، تفسیر، صرف و نحو، منطق، معانی ادب میں فاضل اجل عالم اکمل تھے۔"[10]

اسی طرح موصوف نے حضرت شیخ کے طالب علمی کے زمانے اور ان کے علمی ذوق کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان ایام میں آپ کو طالب علم "نظام الدین بحّاث" کہا کرتے تھے۔[11] انہوں نے علم ہئیت و ہندسہ کے علاوہ منطق میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ طلبہ انہیں "منطقی" کہتے تھے۔[12]

اس لیے آپ کے زیر بحث ملفوظات میں جہاں معتقدین، مریدین، متوسلین، زائرین اور حاضرین کے تزکیہ و تہذیب نفس، تعلیم و تربیت کے لیے عقائد و ایمانیات کی تصحیح، عبادات، فرائض و نوافل کی تلقین، مکارم اخلاق اور مومنانہ اوصاف اپنانے اور رذائل اخلاق سے بچنے کی ترغیب اور خلق خدا کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی جیسے تربیتی و اصلاحی موضوعات پائے جاتے ہیں، وہاں بہت سارے علمی و فنّی مباحث بھی پائے جاتے ہیں، جن سے حضرت شیخ کی تمام علوم و فنون پر گہری بلکہ اجتہادی نظر، وسعت مطالعہ، رسوخ فی العلم، علمی استحضار اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں کامل دسترس کا بھی بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ فقہی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے ایک فقیہ و مجتہد، حدیث پر گفتگو میں محدث و شارح حدیث، عقائد اور علم الکلام پر گفتگو میں متکلم، اسلام، قرآت و تجدید اور تلاوت قرآن پر بحث میں مجود قاری، فلکیات کے مسائل پر گفتگو میں

---

[10] ۔ حدائق الحنفیہ (ہشتم آٹھویں صدی کے فقہاء و علماء کے بیان میں، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، اردو بازار لاہور، طبع ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۶ء ص ۳۰۵
Hada'iq al-Hanafiyya (In the description of the 8th century jurists and scholars, Maktaba Hassan Suhail Ltd, Urdu Bazaar Lahore), edition 1321 AH / 1906 AD, p. 305.

[11] ۔ ایضاً، ص ۳۰۵/ ibid., p. 305.

[12] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (مقام خواجہ نظام الدین اولیاء)، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۲۲، ص ۳۵۳
Urdu Da'ira Ma'arif-e-Islamia (Station of Khwaja Nizamuddin Auliya), Punjab University, Lahore, Vol. 22, p. 353.

ماہر فلکیات، جب کہ علم المعانی، عربی زبان کی فصاحت و بلاغت اور صرفی و نحوی پیچیدگیوں کو حل کرتے ہوئے بہت بڑے ادیب نظر آتے ہیں۔اس اجمال کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔الغرض ان ملفوظات سے متعدد بزرگان دین اور مشائخ عظام کے سوانح حیات، روحانی کمالات، مقامات و مراتب، ریاضات و مجاہدات، کرامات و معمولات، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، خشیت الٰہی، نفس کشی، مراتب طریقت، کشف و وجدان، خرق عادت و اقعات، سنت، التزام شریعت، اخوت و مساوات، احترام انسانیت، خدمت خلق، مخلوق خدا پر شفقت، مشائخ کا ادب، نماز و روزہ کی تلقین، تبرک و تجرید، استغناء، کتب مشائخ کے مطالعہ کی تلقین، نماز میں استغراق و حضوری، صحبت صالحین، جگہ جگہ مشائخ کا تذکرہ، تلاوتِ قرآن کے آداب و حقوق اور فضائل، صبر ورضا، توکل الٰہی، توبہ، درویشوں کے احوال و کوائف اور کرامات محمدیہ جیسے موضوعات پائے جاتے ہیں۔باطنی بیماریوں، بالخصوص کینہ، حسد، نفرت، حب وجاہ مال، دولت پرستی وغیرہ سے اجتناب کا درس بھی ملتا ہے۔

حکایات سے استفادہ

علاوہ ازیں حضرت نے اپنے ان ملفوظات میں انسانی نفسیات کے مطابق صوفیاء کرام اور مشائخ کبار کی حکایات کے ذریعے لوگوں کی تربیت اور بات کو ذہین نشین کرانے میں بڑا کام لیا ہے۔ان ملفوظات میں حضرت شیخ نے موقعہ محل اور زیر بحث موضوع گفتگو کی مناسبت سے بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں حکایات بیان فرمائی ہیں۔بہت کم مجالس ہوں گی جس میں حضرت شیخ نے کوئی حکایت بیان نہ فرمائی ہو۔ورنہ ایک ایک مجلس کی گفتگو میں کئی حکایات آگئی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی (۲۱۸ تا۲۹۷ھ) سے جب صالحین کی حکایات سے متعلق دریافت کیا گیا کہ ان کا بیان کرنا اور سننا کیسا ہے تو انہوں نے فرمایا:

> "ان حکایات کی مثال خدا کے لشکروں کی سی ہے (حکایات المشائخ **جنود من جنود الله**)
> جس سے مریدوں کے حالت درست رہتی ہے، سالکین کے اسرار زندہ رہتے ہیں، عاشقوں کے دلوں میں ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے اور مشتاقوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔اس

پر ان سے کہا گیا کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ تو دلیل کے طور پر انہوں نے اس قرآنی آیت کی تلاوت فرمائی:"وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ "[13]

اب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء جیسے صوفی، مصلح، مربّی اور فاضل آدمی سے حکایات کی مصلحت و حکمت پوشیدہ نہ تھی، اس لیے انہوں نے اس تربیتی انداز سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔

"فوائد الفوائد" اور نقوش سیرت

"فوائد الفواد" کے موضوعات میں ایک انتہائی اہم اور قابل ذکر موضوع نقوش سیرت ہے۔ یعنی اللہ کے رسول اور محبوب ﷺ کی سیرت طیبہ، اسوہ حسنہ، آپ کی سنتوں، معمولاتِ زندگی، تعلیمات، ہدایت، اوامر و نواہی، آپ کے اہل بیت اطہار، اسفار، غزوات، منسوبات اور احادیث مبارکہ وغیرہ کا تذکرہ۔۔۔ جس کا مقصود یہ تھا کہ اہل ایمان و اسلام دین دنیا کے تمام معاملات، لین دین، خوشی غمی کے مواقع، کاروبار معاشرت، حکومتی و سیاسی احوال وغیرہ میں اسوہ رسول ﷺ کو اپنائیں اور سنت نبوی کی پیروی کریں۔ کیونکہ قرآن و سنت کی متعدد صریح نصوص کی روشنی میں صوفیاء و مشائخ کا اس بات پر پختہ ایمان، اعتقاد اور یقین کامل تھا کہ: (بقول شیخ سعدیؒ)

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید که ہر گز بمنزل نخواہد رسید

(جو آدمی پیغمبر اکرم ﷺ کے راستے / سنت کے خلاف راستہ اختیار کرے گا، وہ (دنیا و آخرت میں) ہرگز اپنی منزل (کامیابی کامرانی) تک نہیں پہنچ پائے گا۔)

---

[13] ۔ دیباچہ، رسالۃ المسترشدین للمحاسن، (تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ)، طبع نہضۃ، ج دوم، ص ۳
Dibacha, Risalat al-Mustarshidin lil-Muhasibi, (Research by Abdul Fattah Abu Ghudda), published by Nahda, Vol. 2, p. 3.

علاوہ ازیں راہ سلوک و طریقت کی تمام نفلی عبادات، مساعی، ریاضت و مجاہدہ، نفس کشی، مراقبہ، ذکر جہری و سری، نفی اثبات، زہد و تقویٰ اختیار کرنا وغیرہ سے بڑا مقصود بلکہ مقصد وحید اللہ جل شانہ کا قرب اور محبت الٰہی کا حصول ہے۔[14] اور یہ محبت الٰہیٰ قرآنی نص:

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ۔۔۔الخ"[15]

(اے محبوب!) آپ اعلان فرمادیں (یہ کہ اگر تم لوگ (واقعی) محبت رکھتے ہو اللہ سے تو تم پیروی کرو میری (تب) محبت فرمائے گا اللہ تعالیٰ تم سے اور بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے (تمام) گناہوں کو اور اللہ بڑا بخشنے والا، حد درجہ رحم فرمانے والا ہے)

اس کی رو سے تمام معاملات زندگی میں اللہ کے آخری رسول ﷺ کی اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔ واضح اور اٹل حقیقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء جیسے فاضل اجل اور حدیث و سیرت نبوی پر گہری نظر رکھنے والے آدمی سے کیسے مخفی رہ سکتی تھی۔ حدیث نبوی پر ان کی گہری نظر کا اندازہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کی (بحوالہ سیر الاولیاء) وضاحت سے لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے حدیث کی تعلیم مولانا کمال الدین زاہد سے حاصل کی تھی، جن کا دو واسطوں سے صاحب مشارق مولانا رضی الدین حسن صغانی سے قائم ہو جاتا ہے۔ "مشارق" میں ۲۲۴۷ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے منتخب کی گئی ہیں۔ شیخ نظام الدین کو "مشارق" زبان یاد تھی۔[16]

اس لیے ہمارے ممدوح اور صاحبِ ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیٰ رحمۃ اللہ نے اپنی متعدد مجالس میں موقع محل کی گفتگو کے مطابق حاضرین / زائرین کی تعلیم و تربیت کے لیے حدیث نبوی اور سیرت نبوی کی روایات اور واقعات

---

[14] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب الرقاق باب التواضع)، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۹۶۳
Bukhari, al-Jami' al-Sahih (Kitab al-Riqaq, Bab al-Tawadu'), Qadimi Kutub Khana, Karachi, 2/963.

[15] ۔ سورۃ آل عمران ۳/ ۳۱. Surah Aal-e-Imran 3/31.

[16] ۔ تاریخ مشائخ چشت، (حصہ پنجم چشتیہ سلسلہ کی اساس فکر) ثمر نظامی، فیڈرل بی ایریا کراچی، ۱۹۸۳ء، ۱/ ۳۹۷
Tarikh-e-Mashaikh-e-Chisht (Part 5: Foundations of Thought of the Chishti Order), Samar Nizami, Federal B Area Karachi, 1983 AD, 1/397.

سے استشہاد کیا ہے۔ مختلف احادیث اور واقعات سیرت سے استشہاد اور استدلال سے قاری کو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت شیخ کی حدیث و سیرت پر کتنی گہری نظر اور کتنا وسیع مطالعہ تھا۔ "فوائد الفواد" میں جگہ جگہ پائے جانے والے ان نقوش سیرت کی چند جھلکیاں آئندہ سطور میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ نقوش سیرت ہیں جن کا سیرت نبوی سے براہ راست اور بلا واسطہ تعلق ہے۔ ورنہ بہت سارے ایسے نقوش بھی پائے جاتے ہیں جن کا تعلق بالواسطہ طور پر سیرت سے ہے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ " فوائد الفواد" میں موجود نقوش سیرت کے اندر بعض ایسی نادر اور اضافی معلومات دیکھنے کو ملتی ہیں جو سیرت کی عام کتابوں میں نہیں پائی جاتیں۔ ان اضافی معلومات کا اندازہ آئندہ آنے والی تفصیل سے ہو جائے گا۔

بیعت رضوان کا ذکر اور اس سے استدلال

بیعتِ رضوان سیرتِ نبوی کا اہم اور مشہور ترین واقعہ ہے۔ سیرت نگاروں اور مؤرخین کی صراحت کے مطابق رضوان کا یہ واقعہ مکہ مکرمہ سے کوئی ۱۳/ ۱۴ میل (۲۲ کلو میٹر) دور، ذی قعدہ ۶ھ، حدیبیہ کے مقام پر پیش آیا تھا۔ یہ مقام جگہ آج کل "الشمیسی" کے نام سے جانی جاتی ہے جو جدہ سے مکہ مکرمہ جانے والی شاہرہ پر واقع ہے۔ سیرت نبوی میں اس واقعہ کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ الفتح (نمبر ۴۸) کے پورے ایک رکوع (آیت نمبر ۱۸ تا ۲۸) میں اس کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دیگر محدثین کے علاوہ امام المحدثین نے اپنی " صحیح البخاری" کی کتاب "المغازی" میں اس واقعہ پر ایک مستقل اور تفصیلی باب بعنوان " باب غزوۃ الحدیبیۃ لقول اللہ تعالی ":لقدرضی اللہ عن المؤمنین اِذ یبایعونک تَحتَ الشّجَرَۃ۔۔ " قائم کیا ہے۔ یہ باب بڑی تختی کی مطبوعہ اور درسی صحیح بخاری میں پانچ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ متعدد روایات میں اس واقعہ (بیعت رضوان) کی تفصیلات و جزئیات بیان کی ہیں۔ پھر متقدمین اور کبار سیرت نگاروں اور مؤرخین مثلاً امام السیرۃ ابن اسحاق، ابن هشام، ابن سعد، ابن جریر طبری اور ابن اثیر، دور حاضر کے مشہور سیرت نگاروں علامہ شبلی نعمانی،

قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ وغیرہ، کوئی ایسا سیرت نگار نہیں، جس نے بیعت رضوان کا تذکرہ نہ کیا ہو۔

اس بیعت رضوان کا ذکر خواجہ نظام الدین اولیاءؒ "فوائد الفواد"، جلد دوم کی سولھویں مجلس (مورخہ ۶ رمضان المبارک ۷۱۰ھ بروز جمعرات) میں کیا ہے اور اس سے "تجدید بیعت" کے مسئلہ پر استدلال کیا ہے۔ جس کی تفصیل فاضل مرتب امیر حسن علاء سجزی نے یوں درج کی ہے۔

> "خدا اس مہینے کی برکتوں کو عام کرے۔ سعادت پائے بوسی نصیب ہوئی۔ اس روز بندہ نے چند دوسرے بزرگوں، دوستوں کے ساتھ تجدید بیعت کی۔ اس واقعہ کی مناسبت سے آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ سے پہلے مکہ معظمہ جانے کا عزم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں کے پاس اپنا ایلچی بنا کر بھیجا۔ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر پہنچائی گئی کہ مکہ والوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو صحابہ کو طلب فرمایا اور کہا کہ آؤ میرے ہاتھ پر اہل مکہ سے لڑنے کی بیعت کرو۔ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت رسالت مآب ﷺ ایک درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہتے ہیں۔ اسی دوران میں ایک صحابیؓ جنہیں "ابن اکوع" کہتے تھے، آئے اور آپ کی بیعت کی۔ پیغمبر علیہ اسلام نے فرمایا: کیا تم نے اس سے پہلے بیعت نہیں کی؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ کی تھی۔ لیکن اب تجدید بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے ان کی طرف بیعت کیلیے ہاتھ بڑھایا۔

بعد ازاں حضرت خواجہ (اللہ ان کا ذکر بھلائی سے کرے) نے فرمایا۔ اب جو بیعت کے بعد دوبارہ بیعت کی جاتی ہے۔ تو یہ تجدید بیعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ پر مبنی ہے۔(ایں تجدید بیعت ازآن جاست)[17]

واقعہ معراج النبی ﷺ کا تذکرہ

معراج النبی ﷺ کا واقعہ یا معجزہ سیرۃ النبی ﷺ کا وہ محیر العقول واقعہ ہے جو سن ۱۰ نبوی میں عام الحُزن (حضور اکرم ﷺ کے چچا جان حضرت ابو طالب اور آپ ﷺ کی غمگسار اہلیہ محترمہ، ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات کا سال) اور طائف کے حد درجہ تکلیف دہ سفر سے واپسی کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا، جس کا اجمالی ذکر قرآن مجید کی سورۃ بنی اسرائیل (نمبر شمار ۱۴) کی پہلی آیت میں صراحتاً اور سوۃ النجم (نمبر شمار ۵۳) کی ابتدائی اٹھارہ آیات میں کنایۃً، موجود ہے۔ قرآن مجید کے بعد صحاح ستہ سمیت متعدد کتب احادیث اور شروحات حدیث میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سیرت کی کتابوں میں بھی اس واقعہ معراج کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اپنے زیر بحث ملفوظات میں نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ یا سفر معراج میں پیش آنے والے عجائبات کی ایک دوسری ممکنہ تاویل یا توجیہ پیش کی ہے۔ یہ نکتہ نظر حدیث اور سیرت کی کتابوں میں درج تفصیل سے مختلف ہے۔ اور یہ تاویل کشف اور روحانیت کی دنیا کا کوئی فرد ہی پیش کر سکتا ہے۔

بہر کیف فاضل مرتب فوائد الفواد کو دوسری جلد کی انتیسویں ۲۹ مجلس مورخہ ۲۲ شعبان ۷۱۱ھ بروز سوموار) کی روئیداد اور گفتگو کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت خواجہ (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے) نے فرمایا:

---

[17] ۔ فوائد الفواد (فارسی) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۶ء ص ۹۸؛ فوائد الفؤاد (اردو ترجمہ) علماء اکیڈمی او قاف پنجاب لاہور ص ۱۲۳
Fawa'id al-Fu'ad (Persian), published in Lahore 1384 AH/1966 AD, p. 98; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation), Ulama Academy, Auqaf Punjab, Lahore, p. 123.

"روح جب قوی ہوتی ہے اور کمال کو پہنچتی ہے تو قالب کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پس اس اتحاد یعنی عمل اور رد عمل کے بموجب یہ ہو سکتا ہے کہ جو چیز قلب پر وارد ہو، اس کا اثر قالب یعنی جسم پر بھی ظاہر ہو جائے۔ اس گفتگو کے دوران بندہ نے عرض کیا: یہ حالت کچھ اوصاف معراج کے مشابہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا۔ ایک بزرگ نے کہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے جایا گیا جہاں عرش و کرسی ہے اور بہشت و دوزخ۔ اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا، دکھایا۔ یا ان سب چیزوں کو وہاں لے جایا گیا جہاں آپ ﷺ تھے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا، اگر ان چیزوں کو وہاں لے جایا گیا جہاں رسول اللہ ﷺ تھے تو اس صورت میں مرتبۂ رسول بالاتر ہو جاتا ہے"[18]۔

اس تادیل کی تائید صحیح مسلم میں معراج النبی ﷺ کے حوالے سے عربی روایات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"بیشک میں معراج سے واپسی پر حجر (حطیم کعبہ) کے مقام میں کھڑا تھا اور قریش (مکہ) مجھ سے میرے رات کے سفر (معراج) کے بارے میں سوالات پوچھ رہے تھے۔ تو انہوں نے بیت المقدس کی کچھ ایسی چیزوں کی بابت مجھ سے سوال کیا، جن کو میں نہیں پہچانتا یا جانتا تھا۔ تو اس صورت حال میں مجھے اتنی پریشانی اور غم لاحق ہوا کہ اس کی مثل کبھی اتنا غم یا پریشانی لاحق نہیں ہوئی تھی (کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی صداقت کا سوال تھا)۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں، (اللہ کریم نے میری اس پریشانی کو دور کرنے کا یوں سامان کیا کہ) تو اللہ تعالیٰ نے اسے (بیت المقدس کو) اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا (یا میرے اور بیت المقدس کے درمیان حائل سارے

[18] ۔ فوائد الفواد (فارسی) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۶ء ص ۱۳۲؛ فوائد الفؤاد (اردو ترجمہ) علماء اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ص ۱۵۰
Fawa'id al-Fu'ad (Persian), published in Lahore 1384 AH/1966 AD, p. 132; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation), Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore, p. 150.

پردے ہٹا دیے) کہ اب میں اسے (اپنی ظاہری آنکھوں سے) دیکھ رہا تھا۔ اب وہ مجھ سے (بیت المقدس) کسی بھی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے، مگر یہ کہ میں انہیں اس کے بارے میں خبر دے دیتا تھا۔ (جس سے وہ مطمئن ہو جاتے)"[19]

خوبصورت نام رکھنے کے معمول نبوی کا تذکرہ

کسی بھی اسم (نام) کے معنیٰ کا موسوم کی زندگی، شخصیت اور اخلاق پر بالعموم اثر انداز ہونا ایک قدرتی اور تاریخی امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے بعد ساتویں روز عرب کے عام دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب نے بڑے اہتمام سے آپ کا عقیقہ کیا تو کھانا کھانے کے بعد مدعوین / مہمانوں نے پوچھا: اے عبد المطلب تم نے جس پوتے کیلیے ہماری ضیافت کی ہے، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ تو انھوں نے بتایا: محمد (سراپا تعریف)۔ انہوں نے پھر سوال کیا: اپنے خاندانی ناموں سے ہٹ کر تم نے یہ نام کیوں تجویز کیا؟ اس پر انہوں نے کہا:

"میری خواہش / آرزو ہے کہ خالق کائنات آسمان میں اور مخلوق خدا زمین میں اس کی تعریف کرے۔"[20]

نام کی معنویت کی یہ تاثیر بعض اوقات تو موسوم کی نسلوں تک چلتی ہے۔ جس کی تائید صحیح بخاری میں سید التابعین حضرت سعید بن المسیب سے مروی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ان کے دادا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: حزن (غمگین۔ سخت مزاج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ

[19] ۔ امام مسلم: الجامع الصحیح (کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السموات وفرض الصلوات) ۱/ ۹

Imam Muslim: al-Jami' al-Sahih (Kitab al-Iman, Bab al-Isra bi-Rasulillah ﷺ ilal Samawat wa fard al-Salawat), 1/9.

[20] ۔ ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) مکتبہ قدوسیہ، لاہور ۱۹۹۶ء ۱/ ۱۴۸/ ۷/ سیوطی، امام جلال الدین: الخصائص الکبری، دار الکتب الحدیثیہ، مصر ۱/ ۱۲۴/ حلبی، امام علی بن برہان: سیرۃ الحلبیہ، مصطفی حلبی، مصر ۱۹۴۲ء ۱/ ۱۲۴

Ibn Kathir: Sirat al-Nabi (Urdu translation), Maktaba Quddusia, Lahore 1996 AD, 1/7148/ Suyuti, Imam Jalaluddin: al-Khasa'is al-Kubra, Dar al-Kutub al-Hadithiyya, Egypt 1/124/ Halabi, Imam Ali bin Burhan: Sirat al-Halabiyya, Mustafa Halabi, Egypt 1942 AD, 1/124.

تم سہیل(نرم مزاج) ہو اس پر انہوں نے کہا: میں اس نام کو تبدیل نہیں کروں گا، جسے میرے باپ نے رکھا ہے۔ ابن مسیب کہتے ہیں:

"فَمَا زَالَتِ الْحَزُونَةُ فِينَا بَعْدُ (مزاج کی یہ سختی بعد میں بھی ہمارے اندر ہمیشہ موجود رہی)"[21]

اس لیے نبی محمد ﷺ کا زندگی بھر معمول رہا کہ قبیح اور غلط قسم کے کاموں کو اچھے اور خوبصورت ناموں سے تبدیل فرما دیتے تھے چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے مروی ہے:

"انّ النبی ﷺ کان یغیّر الاسم القبیح"[22](بیشک نبی رحمت ﷺ برے نام کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے)

چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح کی "کتاب الادب" میں نبی اکرم ﷺ کے اسی معمول کی تفصیل کیلیے ایک باب قائم کیا ہے (باب تحویل الاسم الیٰ اِسم هُو احسن منه)۔ اسی طرح امام مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب الآداب میں"باب استحباب تغییر الاسم القبیح الیٰ حسین و تغییر اسم برّۃ الیٰ زینب و جویریة و نحوهما" کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس امام ابوداود نے بھی اپنی "سنن" کی کتاب الادب میں"باب فی تغییرالاسماء" اور"باب فی تغییرالاسم القبیح" کے عنوان سے دو ابواب قائم کیے ہیں۔ پھر ان تمام کبار محدثین نے معنوی اعتبار سے متعدد ایسے نامناسب اور غلط ناموں کی نشاندہی کی ہے، جنہیں نبی رحمت ﷺ نے تبدیل فرمایا۔

---

[21] ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح (کتاب الادب باب اسم الحزن) قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۴

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail: al-Jami' al-Sahih (Kitab al-Adab, Bab Ism al-Hazn), Qadimi Kutub Khana, Karachi, 2/914.

[22] ۔ ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع الترمذی (ابواب الاستیذان والآداب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء) مکتبہ رحمانیہ لاہور ۲/ ۵۷۲ رقم ۲۷۹۱

Tirmidhi, Imam Abu Isa Muhammad bin Isa: Jami' al-Tirmidhi (Abwab al-Isti'dhan wal-Adab, Bab ma ja'a fi taghyir al-asma), Maktaba Rahmania, Lahore, 2/572, No. 2791.

ہمارے ممدوح خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل مرتب کے مطابق "فوائد الفواد" کی جلد چہارم کی ۳۵ویں طویل مجلس (مورخہ ۲۶ شوال ۷۱۶ھ بروز بدھ) میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے درج بالا معمول کی تفصیل کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت خواجہ (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے)۔ یہ حکایت بیان کر رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا کہ رات کو میرے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ حضرت خواجہ (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے) نے فرمایا اس کا نام عمر اور لقب شہاب الدین رکھو۔ اس لیے کہ ہم اس وقت شیخ شہاب الدین کا ذکر کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں کا نام اور لقب ہونا چاہیے۔ حاضرین میں سے ایک نے اس آدمی سے کہا کہ دیکھو تم اس بچے کا نام عمر رکھو گے۔ اب جب کبھی تم اس کا نام لے کر پکارو تو اسے حقارت سے نہ پکارنا۔ اسی مناسبت سے حضرت خواجہ (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے) نے ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد تھا۔ شیخ نجیب الدین متوکل بارہا ان پر ناراض ہوتے۔ جب وہ عین غصے میں ہوتے تو انہیں صرف یہی کہتے اے خواجہ محمد تم نے ایسا کیوں کیا؟ اے خواجہ احمد تم نے ایسا کیوں کیا؟ اگر وہ بہت زیادہ غصے میں ہوتے تو ان کا نام یوں لیتے اے خواجہ محمد! اے خواجہ احمد۔

اس موقعہ پر آپ نے نام رکھنے کی مناسبت سے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے نام تبدیل کر دیئے تھے۔ اگر کسی کا نام ناپسندیدہ اور کراہت والا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بدل کر کوئی اچھا نام رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا، عاصی (یعنی گنہگار)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا نام مطیع (یعنی فرماں بردار) رکھ رہا ہوں۔ ایک اور دفعہ ایک شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا "مضطجع"۔ (یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو زمین پر لیٹا ہو)۔ حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارا نام "منبعث" رکھ دیا۔ یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو زمین سے اپنا پہلو اٹھائے اور کھڑا ہو جائے۔ ایک دفعہ ایک عورت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا

نام ہے؟ اس نے کہا "شعب[23] الضالہ"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارا نام "شعب الھدیٰ" رکھ دیا ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا نام "جمل" (اونٹ) رکھا، اس لیے کہ وہ بڑا مضبوط و توانا تھا۔ یوں ہوا کہ ایک دفعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل کو جا رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے اس آدمی کو مطہرہ[24] دیا اور کہا، اسے اگلی منزل تک پہنچا دینا۔ ایک اور آیا، اس نے اسے کپڑے دیئے۔ ایک تیسرا آیا، اس نے اسے کوئی اور چیز دی۔ اس آدمی نے یہ سب سامان اٹھا لیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمل (اونٹ) رکھ دیا۔

بعد ازاں آپ نے یہ واقعہ بیان کیا۔ جب امیر المومنین حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علی نے کہا "حزن"[25]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں اس کا "حسن" نام رکھو۔ پھر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک باد دینے کے لیے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھا ہے؟ حضرت علی نے کہا، "حرب"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں اس کا نام "حسین" رکھو۔[26]

اسی طرح حضرت شیخ نے ایک دوسرے موقع پر زیر بحث مضمون کو احادیث کی روشنی میں فاضل مرتب کے مطابق یوں بیان فرمایا:

---

[23] ۔"شعب" کے معنی گھاٹی کے ہیں شعب کے معنی قوم کے ہیں۔ (المنجد)
"Shi'b" means a valley; "Shi'b" also means a nation (Al-Munjid).

[24] ۔"مطہرہ" آفتابہ، برتن پانی کا جس سے وضو وغیرہ کرتے ہیں۔
"Mitharah" means a water pot or vessel used for ablution (Wudu) etc.

[25] ۔"حزن" غم، پریشانی، کتاب کے ایک نسخے میں "حزن" کی بجائے "حرب" ہے۔
"Hazn" means grief or distress; in one manuscript of the book, instead of "Hazn," the word is "Harb" (war).

[26] ۔ فوائد الفواد (فارسی) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۶ء ص ۱۳۲؛ فوائد الفؤاد (اردو ترجمہ از پروفیسر محمد سرور) علماء اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ص ۲۷۱-۲۷۲
Fawa'id al-Fu'ad (Persian), published in Lahore 1384 AH/1966 AD, p. 132; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation by Professor Muhammad Sarwar), Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore, pp. 271-272.

"دولت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ اس باب میں بات ہونے لگی کہ ناموں میں سب سے بہتر نام کون سے ہیں؟ حضرت خواجہ (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے) نے فرمایا۔ اللہ کو سب سے محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ اس کے بعد کہا! سب سے سچا اور راست ترین نام "حارث" ہے۔ اس لیے کہ ہر شخص حارث یعنی کھیتی باڑی کرنیوالا ہے۔ وہ طاعت وعبادت کی کھیتی باڑی کرے یا معصیت و گناہ کی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا، سب سے جھوٹے نام "مالک" اور 'خالد" ہیں۔ اس لیے کہ مالک تو خداوند تعالیٰ ہے اور خالد / ہمیشہ رہنے والا بھی وہی ہے۔"[27]

بچوں کے ساتھ شفقت کے اسوہ رسول کا بیان:

اللہ کریم کے آخری رسول ﷺ، ہادیٔ اعظم اور محسن و معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے اخلاقِ محاسن، عادات حسنہ اور اوصاف جمیلہ میں ایک انتہائی خوبصورت وصف اپنے پرائے کی تمیز کے بغیر تمام بچوں سے شفقت اور پیار بھی ہے۔ بچوں کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ آپ ﷺ کے نزدیک کتنی اہمیت اور قدر و منزلت کا تھا، اور آپ ﷺ اپنے ماننے والوں کا اس وصف سے متصف ہونا کتنا ضروری سمجھتے تھے؟ اس کا اندازہ آپ ﷺ کے درج ذیل ارشاد گرامی سے لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَن لّم یَر حَم صِغیر نا و یَعرف حقّ کبیرِنا فلیسَ مَناّ۔"[28] (جس آدمی نے ہمارے (مسلمانوں کے) چھوٹے پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑے کے حق (احترام) کو نہ پہچانا تو وہ ہم میں سے نہیں)

---

[27] ۔ فوائد الفؤاد (اردو ترجمہ۔ جلد پنجم، چودھویں مجلس) علماء اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ص ۳۵۷

Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation, Vol. 5, 14th Majlis), Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore, p. 357.

[28] ۔ ابوداؤد، امام سلیمان بن اشعث: السنن (کتاب الادب باب ۵۹ فی الرحمۃ) مکتبہ رحمانیہ، لاہور ۲/ ۳۳۴ رقم ۴۹۴۲

Abu Dawood, Imam Sulaiman bin Ash'ath: al-Sunan (Kitab al-Adab, Bab 59: fi al-Rahma), Maktaba Rahmania, Lahore, 2/334, No. 4942.

اس ارشاد دلشاد پر آنجناب ﷺ کا اپنا عمل کتنا تھا، اس سے حدیث اور سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح کی "کتاب الادب" کے باب "باب من ترک صبیة غیره حتی تلعب به اوقبّلها او مازحها"، "باب رحمة الولد تقبیله و معانقته۔۔ الخ" اور "باب وضع الصبی فی الحجر" میں متعدد ایسی روایات درج کی ہیں، جن میں آپ بچوں پر حد درجہ شفقت کرتے دکھائی دیتے۔ آخری باب میں تو ایک بچے کا آپ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دینے کا بھی تذکرہ ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے اپنی "الصحیح" کی "کتاب الفضائل" میں ایک باب "باب رحمت صلی اللہ علیه وسلم الصبیان والعیال وتواضعه و فضل ذلک" کے عنوان سے قائم کر کے بچوں کے ساتھ آپ کی رحمت و شفقت کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس، سیرت طیبہ کی کتابوں میں اس موضوع پر خاصا مواد اور عملی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں، جس کی تفصیل زیر نظر تحریر کا موضوع نہیں۔

صوفیہ کرام کی تعلیم و تربیت اور سالکین کو ریاضت و مجاہدہ کی عملی راہوں سے گزارنے کا ایک مقصد انہیں پیغمبر اکرم ﷺ کے رنگ میں رنگنا اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کا خوگر بنانا بھی تھا۔ اس لیے ہمارے مخدوم حضرت خواجہ نظام الدین اولیا نے ایک مجلس (جلد چہارم کی ۴۲ ویں مجلس مورخہ ۴ شوال ۷۱۷ھ بروز ہفتہ) میں اپنے معتقدین و مریدین اور حاضرین کو حضور اکرم ﷺ کے درجہ بالا اسوہ حسنہ سے آگاہ فرمایا۔ اور زبان حال سے اس کے اپنانے کی تلقین فرمائی جس کی تفصیل فاضل مرتب نے کچھ یوں بیان کی ہے۔

قدم بوسی کی دولت میسر آئی۔ بچون سے محبت و شفقت کرنے کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا: رسول اکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت کرتے تھے اور ان کے ساتھ بڑی نرمی و شفقت برتتے تھے۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بیان کی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کو بچوں میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نزدیک آئے آپ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، ایک ان کے سر کے اوپر اور ان کا منہ چوما۔ اس اثنا میں بندے نے عرض کیا کہ بیان کیا جاتا ہے آپ ﷺ نے ان کا دل بہلانے کے لیے اونٹ کی طرح کی آواز (جسے عربی میں

"تخ" یا اونٹ کو بٹھانے / چلانے کی آواز کہا جاتا ہے) نکالی تھی۔ فرمایا؛ ٹھیک ہے، یہ واقعہ مشہور ہے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین سے کہا تھا "**نعم الجمل جملکما**" (تم دونوں کا اونٹ سب سے اچھا اونٹ ہے)۔

اس سلسلے میں آپ نے یہ واقعہ بیان کیا۔ امیر المومنین عمر نے اپنے عہد خلافت میں ایک دوست کو ایک علاقے کا امیر مقرر کیا اور اسے پروانہ امامت لکھ کر دے دیا۔ اسی اثنا میں امیر المومنین عمر نے ایک چھوٹے بچے کو گود میں لیا اور اسے پیار کرنے لگے۔ اس شخص نے حضرت عمر کو مخاطب کر کے کہا، میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہ اتنا پیار کیا ہے اور نہ اتنی محبت و شفقت برتی ہے۔ حضرت عمر نے اس سے کہا؛ میں نے تمہیں جو پروانہ امامت دیا ہے، وہ میرے حوالے کرو۔ اس شخص نے وہ پروانہ امامت حضرت عمر کو دیا۔ آپ نے وہ کاغذ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس سے کہا کہ تمہارے پاس جب چھوٹوں کے لیے محبت و شفقت نہیں تو بڑوں کے لیے کہاں ہو گی۔ واللہ اعلم [29]

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی حد درجہ محبت و شفقت کی درج بالا روایت کے علاوہ حدیث و سیرت کی کتابوں میں متعدد روایات موجود ہیں۔ جن کا اندراج ہمارے موضوع سے خارج ہے تاہم یہاں ایک انتہائی ایمان افروز روایت کا مطالعہ بے جانہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں۔ میں جب بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تو میری دونوں آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے اور اس کی وجہ یہ (چشم دید منظر) تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک دن گھر سے باہر نکلے اور میں اس وقت (خوش قسمتی سے) مسجد میں تھا۔ تو آپ ﷺ نے (ازراہ کرم نوازی) میرا ہاتھ پکڑ لیا اور (محبت سے) میرے اوپر (میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر) سہارا لے لیا۔ حتی کہ اسی حالت میں چلتے ہوئے ہم دونوں بنو قینقاع کے بازار میں آ گئے۔ آپ نے تھوڑی دیر بازار کا معائنہ فرمایا۔ پھر واپس چل دیے۔ یہاں تک کہ مسجد میں تشریف فرما ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا "**اُدع ابنی** (تم میرے بیٹے کو بلاؤ / آواز دو)"۔ وہ

---

[29] ۔ فوائد الفواد (فارسی) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۶ء ص ۳۱۰-۳۱۱؛ فوائد الفؤاد (اردو ترجمہ) علماء اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ص ۲۸۹
Fawa'id al-Fu'ad (Persian), published in Lahore 1384 AH/1966 AD, pp. 310-311; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation), Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore, p. 289.

کہتے ہیں تو (میرے آواز دینے پر) حسن بن علی دوڑتے ہوئے آئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ (نہایت محبت سے) ان کا منہ کھولنے لگے پھر ان کے منہ میں اپنا منہ ڈال کر یہ کہنے لگے:

"اللّٰہم اِنی اُحبُّه فاَحِبّه واَحِبَّ مَن یُحِبُّه ثلاث مراتٍ"[30] (اے اللہ بیشک میں اس سے محبت رکھتا ہوں لیکن تو بھی اس سے محبت فرما اور ہر اس آدمی سے بھی محبت کا معاملہ فرما، جو اس سے محبت رکھتا۔ تین بار آپ نے یہ دعاء فرمائی)

روزوں کے معمول نبوی کا ذکر

بعض احادیث کے مطابق نفلی روزوں کے معاملے میں نبی رحمت ﷺ کا عمومی معمول کہ سال بھر میں بعض روزے تو آپ مستقل رکھا کرتے تھے۔ مثلاً ہر ہفتے، پیر اور جمعرات کا روزہ اور اس کی وجہ آنجناب ﷺ نے یہ بتائی کہ ان دو دنوں میں بندوں کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔ اس طرح سفر اور حضر میں ایام بیض (قمری ماہ کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ) کے روزے رکھنا اور دس محرم الحرام یوم عاشورہ) کا روزہ رکھنا بھی آنجناب، کا مستقل معمول تھا۔[31]

علاوہ ازیں کوئی مستقل معمول نہ تھا۔ روزہ رکھنے پر آتے تو رکھتے چلے جاتے اور چھوڑنے پہ آتے تو چھوڑتے چلے جاتے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

30 ۔ قسطلانی (م ۹۲۳ھ): المواہب اللدنیہ (الفصل الثالث في ذکر صحابته وأصحابه وآله وأزواجه وأهل بيته وذريته) ال مکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۲ھ، ۳/۳۶۷

Qastallani (d. 923 AH): al-Mawahib al-Ladunniyya (Chapter 3: In mention of his companions, associates, family, wives, household, and descendants), al-Maktab al-Islami, Beirut 1412 AH, 3/367.

31 ۔ مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الصوم، باب صیام التطوع) ایچ ایم سعید، کمپنی کراچی، ص۱۷۹-۱۸۰

Mishkat al-Masabih (Kitab al-Sawm, Bab Siyam al-Tatawwu'), H.M. Saeed Company, Karachi, pp. 179-180.

"كان رسولُ الله ﷺ يصُوم حتّى نقول لايُفطر ويفطر حتى نقول لايصوم"[32] (اللہ کے رسول ﷺ (بعض اوقات مسلسل / لگاتار) روزہ رکھتے حتی کہ ہم لوگ کہتے (لگتا ہے) آپ کبھی روزہ نہیں چھوڑیں گے اور بسا اوقات (کئی دنوں تک) روزہ چھوڑ دیتے حتی کہ ہم لوگ کہتے (شاید) آپ ﷺ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔)

نفلی روزوں کے حوالے سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے درج بالا معمول اور ذوق کو اپنے معتقدین اور مریدین میں پیدا کرنے کیلئے ایک مجلس میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے اس پر روشنی ڈالی۔ چنانچہ فاضل مرتب "فوائد الفواد" کی پہلی جلد ۱۸ دیں مجلس مورخہ ۱۳ جمادی الاخریٰ ۷۰۸ بروز جمعرات) کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ روزوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔ البتہ یہ معلوم نہیں کہ وہ تین دن کون سے ہیں؟ بعد ازاں فرمایا: درویشی کے آداب یہ ہیں کہ سال کی ایک تہائی کا عرصہ روزے رکھے جائیں۔ یعنی سال میں چار ماہ روزے رکھے جائیں۔ اس کے بعد فرمایا، ان کی تقسیم یوں کی گئی ہے۔ تین ماہ مسلسل روزے رکھے جائیں۔ پھر محرم کے دس، ذی الحج کے دس اور دوسرے متبرک دنوں میں سے دس دن روزے رکھیں۔ اس طرح سال کی ایک تہائی یعنی چار ماہ کے روزے ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا؛ ان روزوں کو ایک اور طرح بھی تقسیم کیا گیا ہے۔ اور وہ یوں کہ ہر ہفتے میں دو دن روزہ رکھا جائے یعنی پیر اور جمعرات کو اس طرح بھی تہائی سال بن جاتا ہے۔ پھر "صائم الدھر" کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا: رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔"من صام الدهر لا صام ولاافطر" (جس نے ہمیشہ / لگاتار روزہ رکھا تو اس نے گویا نہ کبھی روزہ رکھا اور نہ کبھی افطار کیا) اسی طرح آپؐ کی ایک اور حدیث میں آتا ہے۔"من صام الدهر ضيقت عليه جهنم و عقدتسعين" (جس

[32] ۔ مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الصوم، باب صیام التطوع) ایچ ایم سعید، کمپنی کراچی، ص ۱۷۸

Mishkat al-Masabih (Kitab al-Sawm, Bab Siyam al-Tatawwu'), H.M. Saeed Company, Karachi, p. 178.

نے ہمیشہ اور لگاتار روزہ رکھا تو اس پر دوزخ تنگ کر دی گئی (یہ فرما کر) آپ ﷺ نے انگلیوں سے نوے کا عدد بنایا) اب ان دو حدیثوں سے تطبیق کیسے ہو گی؟ تو جس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے گویا نہ تو کبھی روزہ رکھا اور نہ کبھی افطار کیا" اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جس نے برابر روزے رکھے اور دو عیدوں اور عید الاضحی کے بعد کے تین دنوں (ایام تشریق) میں بھی روزے رکھے تو وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے نہ کبھی روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ اور جس آدمی نے ہمیشہ روزہ رکھا لیکن ان پانچ (ممنوع) دنوں میں روزہ نہیں رکھا۔ اس پر دوزخ تنگ کر دی جائے گی۔ پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنایا، یعنی دوزخ میں اس کے لیے کوئی جگہ نہ ہو گی، جیسے نوے کے عدد کی شکل کے درمیان جگہ نہیں ہوتی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا: جو شخص برابر روزے رکھتا ہے، روزہ رکھنا اس کی عادت بن جاتی ہے اور روزے کی تکلیف اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اس روزے کے مقابلے میں اس روزے کا ثواب زیادہ ہو گا جس کا رکھنا روزے دار کے نفس کے لیے زیادہ مشکل ہو۔ اس روزے کو "روزہ داؤدی" کہتے ہیں کہ روزہ دار (حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح) ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن ناغہ کرے۔[33]

احادیثِ نبوی کا ذکر

"فوائد الفواد" میں نقوش سیرت کے حوالے سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صاحب ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء کی علوم حدیث پر چونکہ گہری نظر تھی اس لیے وہ اپنی گفتگو میں جگہ جگہ حدیث نبوی کا حوالہ اور احادیث کی شرح میں علمی نکات بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ ان ملفوظات میں حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے مختلف مجالس میں زیر بحث

[33] ۔ فوائد الفواد (فارسی) مطبوعہ لاہور ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۶ء ص ۳۳؛ فوائد الفؤاد (اردو ترجمہ) علماء اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ص ۴۴-۴۵
Fawa'id al-Fu'ad (Persian), published in Lahore 1384 AH/1966 AD, p. 33; Fawa'id al-Fu'ad (Urdu translation), Ulama Academy, Auqaf Department Punjab, Lahore, pp. 44-45.

گفتگو / موضوع کے حوالے سے جو احادیث اور ان کی عالمانہ و محدثانہ شرح بیان فرمائی ہے، اس کو اگر جمع کیا جائے تو وہ ایک الگ سے اور لمبا چوڑا مضمون بن سکتا ہے۔ آئندہ سطور میں مختلف مجالس میں بیان کی گئی چند احادیث کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

حفظ قرآن

حفظ قرآن اور اس کی برکات کے حوالے سے گفتگو میں فرمایا:

"پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے، جو شخص قرآن کو یاد کرنے کی نیت کرتا ہے، مگر یاد نہیں کر پاتا اور اسی نیت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، تو اس کو جب قبر میں لٹاتے ہیں تو ایک فرشتہ آتا ہے اور بہشت سے ایک ترنج (بڑا لیموں) لا کر اس کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ وہ شخص اسے کھالیتا ہے تو تمام قرآن مجید اسے حفظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حشر کے دن جب قبر سے اٹھے گا تو حافظ قرآن ہو گا۔"[34]

نماز کے دوران تھوکنے کا مسئلہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے منتخب احادیث کے مجموعہ "مشارق الانوار" مرتبہ شیخ رضی الدین حسن صغانی سے ایک حدیث یوں بیان فرمائی:

"اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور اس کے منہ میں تھوک یا بلغم آجائے اور وہ چاہے کہ اسے باہر تھوکے تو اسے قبلے کی طرف نہیں تھوکنا چاہیے۔ اسی طرح وہ دائیں جانب بھی نہ تھوکے،

34۔ فوائد الفواد، جلد دوم، اکیسویں مجلس

Fawa'id al-Fu'ad, Vol. 2, 21st Majlis.

کیونکہ وہ جہت فرشتے کی ہے۔ بلکہ وہ اس لعاب یا بلغم کو بائیں جانب پاؤں کے نزدیک آہستہ سے تھوکے بشرطیکہ عمل کثیر نہ ہو۔ اتنی بات سے نماز فاسد نہیں ہو گی۔"[35]

مسلمان نجس نہیں ہو گا

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث ہے:

"اِنّ المُسلِمَ لَایَنجُسْ"[36] (بے شک مسلمان نجس نہیں ہوتا)

خواجہ نظام الدین اولیاء نے ایک مرتبہ اس کو بیان فرمایا اور اس کا ایمان افروز پس منظر بھی بیان کیا۔ فرمایا:

"ایک روز رسول اللہ ﷺ ایک راستے پر جا رہے تھے۔ سامنے سے حضرت ابوہریرہؓ آرہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ از راہ محبت ان سے دل لگی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا ، تاکہ آپ ان سے ہاتھ ملائیں اور مصافحہ کریں۔ مگر حضرت ابوہریرہؓ نے (توقع اور معمول کے برعکس) اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس حرکت پر رسول ﷺ نے پوچھا: تم نے ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟ تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول ﷺ دراصل میں اس وقت جنبی حالت میں ہوں اور ابھی تک غسل نہیں کر سکا۔ جبکہ آپ کا دست مبارک پاک، تو میں آپ سے کیسے ہاتھ ملاؤں ؟ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ المؤمن لا ينجس (مؤمن کبھی نجس / پلید نہیں ہوتا)۔ وہ بیوی سے ہمبستری کے بعد جنبی ضرور ہوتا ہے مگر نجس (ناپاک) نہیں ہو جاتا۔ چنانچہ اس حالت میں اگر وہ پانی پیے اور اس میں سے کچھ پانی رہ جائے تو اس کے پی لینے میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔"[37]

---

[35] ۔ فوائد الفواد، جلد دوم، ۳۸ویں مجلس

Fawa'id al-Fu'ad, Vol. 2, 38th Majlis.

[36] ۔ صحیح بخاری (کتاب الغسل باب عرق الجنب وان المسلم لاینجس) ۱/ ۴۲، صحیح مسلم (کتاب الحیض، باب الدلیل علی ان المسلم لاینجس) ۱/ ۱۶۲

Sahih Bukhari (Kitab al-Ghusl, Bab 'Arq al-Junub wa annal Muslim la yanju), 1/42; Sahih Muslim (Kitab al-Hayd, Bab al-Dalil 'ala annal Muslim la yanju), 1/162.

[37] ۔ فوائد الفواد، جلد دوم، ۳۸ویں مجلس

ایک مجلس میں یہ مضمون بیان ہو رہا تھا کہ آدمی کو چاہیے کہ جس چیز سے وہ خود فائدہ اٹھائے، دوسرے بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مگر اس مضمون کی مناسبت سے ایک اعرابی کی دُعا اور اس سلسلے میں نبی رحمت ﷺ کی تنبیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک اعرابی تھا جو ہمیشہ ان الفاظ میں دعاء کرتا:

"اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا۔"(اے اللہ تو مجھ پر رحم فرما اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے ساتھ کسی دوسرے پر رحم نہ فرما)

یہ خبر حضرت رسالت مآب ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے اس اعرابی سے فرمایا: قد تحجّرت واسعا (بیشک تونے ایک وسیع چیز کو "متحجر" یعنی محدود کر دیا)۔ بعد ازاں حضرت نے (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے) اس کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی صحرا میں اپنے لیے مکان بنانا چاہتا ہے تو وہ پہلے "تحجُّر" کرتا ہے۔ یعنی چند پتھر گاڑ کر ان سے حد مقرر کرتا ہے کہ اس حد کے اندر میرا مکان بنے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو اس تمثیل کے ذریعے آگاہ فرمایا کہ خدا کی رحمت عام ہے۔ تم اس طرح دعا کیوں کرتے ہو کہ اے اللہ۔ مجھے بخش اور حضرت محمد ﷺ کو بخش اور ہمارے علاوہ کسی اور کو نہ بخش۔ گویا تم خدا تعالیٰ کی بخشش کو "متحجّر" یعنی محدود کرتے ہو۔ ان معنوں میں یہ الفاظ زبان مبارک پر آئے: قد تحجّرت واسعا! (تونے ایک وسیع چیز کو محدود کر دیا)[38]

رسول اکرمؐ کے ایک خواب کا ذکر

مشکوٰۃ المصابیح، باب "مناقب عمر" الفصل الاول میں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عمر کے مناقب و فضائل کے سلسلے میں اپنا ایک خواب بیان فرمایا ہے۔ اس خواب سے آپ ﷺ کا مقصد تو حضرت عمر کی عظمت و فضیلت کو بیان کرنا تھا مگر

Fawa'id al-Fu'ad, Vol. 2, 38th Majlis.

[38] ۔ فوائد الفواد، جلد چہارم، مجلس نمبر ۳۱

Fawa'id al-Fu'ad, Vol. 4, Majlis No. 31.

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے اس حدیث کے ضمن میں ایک دوسرا فائدہ یا مقصود بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ فاضل مرتب ایک مجلس کی گفتگو کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"دولت پائے بوسی میسر آئی۔ آپ نے حضرت رسالت مآب ﷺ کے بارے میں ایک حکایت بیان کی۔ ایک رات رسول اکرم ﷺ نے خواب دیکھا کہ ایک کنواں ہے۔ کنویں کے اوپر ڈول ہے۔ وہ کنواں بغیر منڈیر کے کچا (قَلِیب) تھا، یعنی اسے کھودا گیا تو اس میں سے پانی نکل آیا تھا۔ اسے پکا نہیں کیا گیا تھا، مطلب یہ ہے کہ کنویں کو ارد گرد سے اینٹ اور پتھر سے جو پختہ کیا جاتا ہے، وہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس قسم کے کنویں کو "قَلِیب کہتے ہیں"۔ وہ کنواں جسے پختہ کیا گیا ہو اور اس میں بڑا اہتمام اور خاص احتیاط کی گئی ہو، اسے "طَوِیّ" کہتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں "قَلِیب" یعنی کچا کنواں دیکھا، جس کے اوپر ایک ڈول رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ڈول لیا اور کنویں سے تھوڑا سا پانی کھینچا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ہاتھ روک لیا۔ آپؐ نے دیکھا کہ ابو بکر صدیقؓ آرہے ہیں۔ انہوں نے بھی دو تین ڈول کھینچ لیے۔ آپ نے دیکھا کہ ابو بکر صدیقؓ میں کچھ کمزوری رونما تھی۔ بعد ازاں آپ نے حضرت عمر بن خطابؓ کو آتے دیکھا۔ انہوں نے کوئی دس بارہ ڈول نکالے۔ ان کا ڈول بڑا ہو گیا تھا۔ اور "غرب" بن گیا تھا اس سے بہت پانی کھینچا جاتا تھا اور کافی زمین سیراب ہوتی تھی۔ حضرت خواجہ (اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے) نے فرمایا، اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ کنویں سے غرض پانی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ خواہ کنواں کچا ہو یا پختہ، اس پر اہتمام کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ کنویں سے مراد پانی ہے، یعنی ہر کام سے اصل مقصود اس کام کا ہونا ہے۔"[39]

[39] ۔ فوائد الفواد، جلد چہارم، مجلس نمبر ۳۹

Fawa'id al-Fu'ad, Vol. 4, Majlis No. 39.

درج بالا چند روایات / احادیث بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ " فوائد الفواد " میں بیسیوں احادیث ہیں، جن کو خواجہ صاحب نے صرف نقل ہی نہیں کیا، بلکہ ان کی ایسی عالمانہ شرح بھی بیان کی ہے اور ایسے علمی نکات بیان کیے ہیں جو شاید ہی کسی شرح حدیث کی کتاب میں پائے جاتے ہوں۔ اللہ کریم حضرت شیخ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور برصغیر کے اہل اسلام کی طرف سے انہیں جزائے خیر نصیب فرمائے۔ آمین!